بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ خطبہ جمعہ 8 اکتوبر 2021ء بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے واقعات اور فتوحات کا تذکرہ جاری ہے۔ آج کے خطبہ میں حضور انور نے ایک مشہور مؤرخ علامہ شبلی نعمانی کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تاثرات بیان فرمائے۔ حضرت عمر کی فتوحات اور اس کے اسباب کے متعلق بیان کرتے ہوئے علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ ایک مؤرخ کے دل میں فوراً یہ سوال پیدا ہو گا کہ چند صحرا نشینوں نے کیونکر فارس اور روم کا تختہ الٹ دیا۔ کیا یہ تاریخِ عالم کا کوئی استثنائی واقعہ تھا۔ کیا ان فتوحات کو اسکندر اور چنگیز خان کی فتوحات سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اور جو کچھ ہوا اس میں خلافت کا کس حد تک کردار تھا۔ ان سوالات کی تفصیل سے پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ اجمالاً فتوحاتِ فاروقی کا کل رقبہ ۲۲ لاکھ ۹۱ ہزار مربع میل سے زیادہ تھا۔

ان فتوحات کو جاننے کیلئے کچھ پسِ منظر جاننا بھی ضروری ہے۔ یورپین مصنفین نے یہ رائے پیش کی ہے کہ ان فتوحات کے وقت سلطنتِ فارس اور روم اپنے اقبال سے گر چکی تھیں یعنی پہلے جیسی طاقت ان میں نہ رہی تھی۔ علامہ شبلی نعمانی بیان کرتے ہیں کہ یہ جواب بالکل غلط نہیں ہے لیکن اس میں کچھ حد تک دھوکہ دیا گیا ہے۔ یہ بات تو درست ہے کہ یہ سلطنتیں اتنی طاقتور نہیں رہی تھیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب تھا کہ وہ اپنے جیسی طاقتور قوموں سے نہ لڑ سکتیں تھیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ عربوں جیسی کمزور طاقت سے ٹکرا کر تباہ و برباد ہو جاتیں۔ حقیقت یہی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی بعثت کی وجہ سے جو جوش، عزم اور دلیری مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھی اگر روم اور فارس کی سلطنتیں عین طاقت کے زمانہ میں بھی مسلمانوں سے جنگ کرتے تو فتح مسلمانوں کو ہی ہوتی۔

علامہ شبلی نعمانی بیان کرتے ہیں کہ ہاں بعض اوامر ایسے پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے فتوحات میں نہیں بلکہ بعد میں حکومت قائم کرنے میں بہر حال مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ یہ بات مسلمانوں کی راست بازی اور انصاف تھا۔ یعنی مسلمانوں کی راست بازی اور انصاف سے عام رعایا اتنی متاثر تھی اور مسلمانوں کو اتنا پسند کرتی تھی کہ اس سے حکومت قائم کرنا آسان ہو گیا تھا۔ مثلاً تاریخ میں ملتا ہے کہ جنگِ یرموک سے پہلے جب مسلمان وہاں سے نکلے تو عیسائی اور یہودیوں نے دعائیں کیں کہ رومیوں کے مقابلہ میں خدا

مسلمانوں کو فتح دے اور ہم واپس اسلامی سلطنت میں آجائیں۔ ایک اور وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے جو اول حملے ہوئے وہ حملے شام اور عراق پر ہوئے جہاں اکثریت عربوں کی تھی لیکن وہ سلطنتِ روم اور فارس کے تحت تھے۔ انہوں نے شروع شروع میں تو لڑائی کی لیکن آخر کار قومی اتحاد کا جذبہ غالب آگیا اور وہ مسلمانوں کے ساتھ مل گئے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ فتوحاتِ فاروقی کا کس حد تک موازنہ اسکندر یا چنگیز خان کی فتوحات سے کیا جاسکتا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان لوگوں کی سلطنت میں قہر، ظلم اور قتل عام تھا۔ عام طور پر مشہور ہے کہ ظلم کی سلطنت زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی لئے یہ دونوں سلطنتیں زیادہ دیر قائم نہیں رہیں۔ اس کے الٹ ہم سلطنتِ فاروقی کو دیکھتے ہیں جہاں کبھی قانون اور انصاف سے تجاوز نہیں ہو سکتا تھا۔ انسانوں کا قتلِ عام ایک طرف درختوں کے کاٹنے تک کی اجازت نہ تھی۔ بچوں اور بوڑھوں سے بر اسلوک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ سوائے جنگجو کے کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ دشمنوں سے بدعہدی یا فریب نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جو لوگ فتوحاتِ فاروقی کا موازنہ اور فاتحوں سے کرتے ہیں ان کو یہ دکھانا چاہئے کہ اتنی احتیاط اور انصاف کس فاتح نے برتی ہے۔

تیسرا سوال علامہ شبلی نعمانی نے یہ اٹھایا ہے کہ اسلامی فتوحات میں حضرت عمر کا کردار کس حد تک تھا۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا ہے کہ حقیقت یہی ہے کہ یہ تمام فتوحات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قیادت کے ہی بدولت ہوئیں۔ ورنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں بھی وہی مسلمان تھے لیکن ایسی فتوحات اور شوکت وہاں نظر نہیں آتی۔ حضرت عمر کے زمانہ میں تمام فوج عین آپ کی ہدایت کے مطابق چلتی تھی اور فوج کے ہر پہلو پر آپکا مکمل اختیار تھا۔ آپ وہ شخص ہیں کہ یورپین مصنفین بھی آپ کی تعریف میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ اسلام کی ترقی کو ان سے ہی وابستہ کرتے ہیں۔ آپ وہ شخص ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلعم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ یعنی اگر میرے معاً بعد کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے کسی شخص کو نبوت کا مقام دینا ہوتا تو اس کا مستحق عمر تھا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور تدفین کی تفصیل بیان فرمائی۔ آپ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ ہجری کو زخمی ہوئے اور اور یکم محرم ۲۴ ہجری کو آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ آخر میں حضرت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض مرحومین کی نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا۔